ستمبر ۲۰۲۴ء

معاشرہ، حکومت اور اسلام

مرتبہ:

سید جہانزیب عابدی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

تعارف:

معاشرے پر حاکم قوانین فطرت (Natural Laws) وہ اصول ہیں جو انسانی معاشرتی تنظیمات اور رویوں کو فطرتی طور پر منظم کرتے ہیں، چاہے وہ تحریری قوانین ہوں یا غیر تحریری اخلاقی ضوابط۔ یہ قوانین فطری طور پر انسانی فطرت اور معاشرتی ضروریات کے تحت تشکیل پاتے ہیں اور کئی مختلف پہلوؤں کو محیط ہوتے ہیں:

1. بقا اور تحفظ:

انسانوں کی بقا اور تحفظ بنیادی قوانین فطرت میں شامل ہیں۔ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی اور اپنے خاندان کی زندگی کو محفوظ بنائے اور بہتر بنائے۔ اس کے لیے انسان معاشرتی اصولوں کا پابند ہوتا ہے تاکہ اجتماعی بقا کو یقینی بنایا جا سکے۔

2. معاشرتی تنظیم:

معاشرے میں قوانین کا ہونا ضروری ہے تاکہ ایک منظم اور منصفانہ معاشرت قائم ہو سکے۔ ہر فرد کو کچھ حدود اور اصولوں کی پابندی کرنی ہوتی ہے تاکہ دوسروں کے حقوق کا احترام کیا جا سکے اور معاشرتی ہم آہنگی برقرار رہے۔

3. انصاف:

انصاف کا اصول فطری قوانین میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ معاشرتی انصاف کی فراہمی سے معاشرہ استحکام حاصل کرتا ہے۔ ہر فرد کو حق ملنا اور ظلم سے بچاؤ ایک فطری تقاضا ہے۔

4. باہمی تعاون:

انسانوں کے درمیان باہمی تعاون اور میل جول کا اصول بھی فطری قانون کا حصہ ہے۔ افراد کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ معاشرتی اور معاشی ترقی حاصل کر سکیں۔

5. آزادی اور خود مختاری:

انسانی فطرت میں آزادی اور خود مختاری کی خواہش پائی جاتی ہے، اور یہ بھی ایک فطری قانون ہے کہ افراد کو اپنی زندگی کے فیصلے خود کرنے کا حق ہو۔

6. اخلاقیات اور اقدار:

اخلاقیات اور اقدار معاشرے کے قوانین کا اہم حصہ ہیں، جنہیں فطرتی قوانین سے منسلک کیا جاتا ہے۔ ایمانداری، سچائی، احترام، اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری جیسے اصول انسان کی فطری خصوصیات میں شامل ہیں۔

7. سماجی ارتقاء:

معاشرتی قوانین وقت کے ساتھ ساتھ ارتقاء پذیر ہوتے ہیں، اور یہ تبدیلیاں اکثر انسانی فطرت اور ضروریات کی عکاسی کرتی ہیں۔ معاشرہ اپنی فطری حالت میں تبدیلیوں کو قبول کرتا ہے تاکہ بقا اور ترقی ممکن ہو۔

8. تعلقات کی اہمیت:

انسان سماجی جانور ہے، اور تعلقات کی اہمیت کا اصول ایک فطری قانون ہے۔ انسان اپنے خاندان، دوستوں اور معاشرتی نیٹ ورکس کے ساتھ تعلقات قائم کرکے اپنی زندگی کو متوازن اور خوشحال بناتا ہے۔

9.ترقی اور اختراع:

فطرت کے قوانین کے تحت، انسانوں میں آگے بڑھنے اور ترقی کی خواہش پائی جاتی ہے۔ یہ فطری رجحان ہے کہ انسان خود کو بہتر بنانے، نئی چیزیں ایجاد کرنے اور سیکھنے کے مواقع تلاش کرتا ہے۔ معاشرتی سطح پر، یہ ترقی سائنس، ٹیکنالوجی، فنون، اور تعلیم میں نظر آتی ہے، جو معاشروں کی خوشحالی اور ترقی کا باعث بنتی ہے۔

10. قدرتی وسائل کا استعمال:

انسان اور قدرت کے درمیان تعلق بھی فطری قوانین کا حصہ ہے۔ انسان قدرتی وسائل کا استعمال اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کرتا ہے، جیسے غذا، پانی، اور توانائی۔ تاہم، یہ قانون بھی فطرت میں شامل ہے کہ ان وسائل

کا استحصال نہ کیا جائے بلکہ ان کی حفاظت اور پائیدار استعمال کیا جائے تاکہ آنے والی نسلیں بھی ان سے مستفید ہو سکیں۔

11. تنازع اور مسابقت:

فطرت میں مسابقت اور تنازع کا اصول بھی پایا جاتا ہے۔ مختلف انسان یا گروہ وسائل، طاقت، اور اثر و رسوخ کے حصول کے لیے مقابلہ کرتے ہیں۔ تاہم، فطرتی قانون یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ مسابقت ایک حد تک رہے اور اس میں توازن ہو تاکہ معاشرتی امن برقرار رہے اور غیر ضروری تصادم سے بچا جا سکے۔

12. اتحاد اور اجتماعی تحفظ:

فطرتی قوانین یہ بھی تجویز کرتے ہیں کہ افراد کا مل جل کر رہنا اور اتحاد قائم رکھنا ضروری ہے۔ اجتماعی تحفظ اور بقا کے لیے افراد کو گروہوں اور معاشروں میں یکجہتی اور اشتراک کو فروغ دینا ہوتا ہے۔ یہ اصول خاص طور پر جب کوئی معاشرہ بیرونی خطرات کا سامنا کرتا ہے، زیادہ واضح ہوتا ہے۔

13. مساوات اور برابری:

فطرتی قوانین میں مساوات اور برابری کا اصول شامل ہے۔ ہر انسان کو فطرتی طور پر برابر حقوق ملنے چاہئیں، جیسے عزت، وقار، اور مواقع تک رسائی۔ معاشرتی سطح پر، یہ اصول انصاف، انسانی حقوق اور سماجی فلاح و بہبود کے نظام کو تشکیل دیتا ہے۔

14. سزا اور انعام:

فطرتی قوانین میں عمل اور ردعمل کا اصول بھی شامل ہے، جو انسانی معاشروں میں سزا اور انعام کے اصول سے منسلک ہوتا ہے۔ جو افراد اچھے اعمال کرتے ہیں انہیں معاشرتی طور پر انعام یا پذیرائی ملتی ہے، جبکہ غلطیوں یا جرائم کی صورت میں سزا دی جاتی ہے تاکہ دیگر افراد کو بھی اس سے سبق ملے اور اجتماعی نظم برقرار رہے۔

15. ارتقاء اور تبدیلی کا تسلسل:

فطرت میں تبدیلی اور ارتقاء مسلسل جاری رہتا ہے، اور یہ اصول معاشرت میں بھی لاگو ہوتا ہے۔ معاشرے کی ضروریات، رویے، اور حالات وقت کے

ساتھ بدلتے رہتے ہیں، اور فطرتی قوانین اس بات کو تقاضا کرتے ہیں کہ معاشرے ان تبدیلیوں کے مطابق خود کو ڈھالیں۔ انفرادی اور اجتماعی ارتقاء کی یہ قدرتی تحریک معاشرتی ترقی کی بنیاد بنتی ہے۔

16. حفاظتی جبلت اور خود غرضی:

فطری قوانین میں ایک اور اہم عنصر انسان کی حفاظتی جبلت ہے، جو خود غرضی کا پہلو بھی رکھتی ہے۔ ہر انسان کی فطرت میں اپنی ذات کا تحفظ اور بقا بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ حفاظتی جبلت انسان کو اپنی ضروریات پوری کرنے اور مشکلات سے بچنے کے لیے سرگرم رکھتی ہے۔ تاہم، معاشرتی سطح پر یہ ضروری ہے کہ اس جبلت کو توازن میں رکھا جائے تاکہ اجتماعی فائدہ بھی حاصل ہو سکے۔

17. ریاست اور ادارے:

فطری قوانین یہ بھی تقاضا کرتے ہیں کہ انسان ایک منظم معاشرت میں زندگی گزارے، جس میں ریاستی اور سماجی ادارے فرد اور معاشرت کے

حقوق و فرائض کا تعین کریں۔ یہ ادارے قانون و انصاف کی فراہمی، تحفظ، اور اجتماعی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے لیے کام کرتے ہیں۔

18. ماحولیاتی توازن:

فطرت کا ایک اور قانون ماحولیات اور انسان کے درمیان توازن کو برقرار رکھنے کا ہے۔ انسان کو ماحول کا احترام کرنا اور اسے نقصان پہنچانے سے بچنا فطری قانون کا حصہ ہے تاکہ قدرتی نظام مستحکم رہے اور انسانوں کی زندگی بھی بہتر ہو۔

19. توازن اور ہم آہنگی:

فطری قوانین کا ایک اہم اصول توازن اور ہم آہنگی ہے۔ ہر معاشرت میں مختلف طبقات اور گروہوں کے درمیان توازن قائم ہونا چاہیے تاکہ کوئی طبقہ یا فرد ضرورت سے زیادہ طاقت یا وسائل حاصل نہ کرے۔ اس توازن سے معاشرتی انصاف اور امن برقرار رہتا ہے۔

فطرتی قوانین کا مقصد ایک متوازن اور مستحکم معاشرتی نظام کا قیام ہے، جس میں افراد کی آزادی، حقوق اور فرائض کا احترام ہو اور معاشرہ مجموعی طور پر ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

معاشرے میں حکومت کی فطری ضرورت

حکومت کا قیام انسانی معاشرے کی فطری اور بنیادی ضرورت ہے، جو معاشرتی نظم و نسق، عدل و انصاف، اور اجتماعی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے۔ ہر معاشرے میں افراد کے مختلف نظریات، خواہشات اور مفادات ہوتے ہیں، جنہیں منظم کرنے اور سماجی توازن برقرار رکھنے کے لیے حکومت کی ضرورت ہوتی ہے۔

1. نظم و ضبط کا قیام:

حکومت کا ایک بنیادی فریضہ معاشرے میں نظم و ضبط کو برقرار رکھنا ہے۔ انسانی فطرت میں آزادی اور خودمختاری کی خواہش پائی جاتی ہے، لیکن یہ

آزادی دیگر افراد کے حقوق کی خلاف ورزی کا باعث نہ بنے، اس کے لیے قوانین اور اصولوں کی تشکیل ضروری ہے، جو حکومت کے ذریعے نافذ کیے جاتے ہیں۔

.2 **عدل و انصاف کا نظام:**

معاشرتی زندگی میں انصاف کا قیام ضروری ہے تاکہ تمام افراد کو ان کے حقوق مل سکیں اور کسی پر ظلم وزیادتی نہ ہو۔ عدل و انصاف کا نظام حکومت کی نگرانی اور قیادت میں ہی قائم ہو سکتا ہے، جہاں قانون کی بالادستی ہو اور ہر فرد کو برابر مواقع فراہم کیے جائیں۔

.3 **معاشرتی تحفظ:**

حکومت معاشرتی تحفظ اور عوام کی فلاح و بہبود کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ لوگوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت، اقتصادی اور سماجی انصاف کی فراہمی، اور غربت و بیروزگاری کا خاتمہ حکومت کے فرائض میں شامل ہیں۔ ایک منظم حکومت عوام کی ضروریات اور مسائل کو حل کرنے کے لیے پالیسیاں بناتی اور وسائل تقسیم کرتی ہے۔

.4 بیرونی خطرات سے حفاظت:

حکومت معاشرے کو بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیے دفاعی نظام قائم کرتی ہے۔ قومی سلامتی اور دفاع کی ضرورت انسانی معاشرتی زندگی کا ایک لازمی حصہ ہے، جہاں حکومت فوجی، سیاسی اور سفارتی ذرائع سے ملک اور عوام کا تحفظ کرتی ہے۔

.5 معاشی ترقی اور خوشحالی:

حکومت کا ایک اور اہم کردار معاشی ترقی اور عوام کی خوشحالی کو یقینی بنانا ہے۔ حکومت کے بغیر معاشی نظام منظم نہیں ہو سکتا، اور وسائل کی تقسیم میں عدل ممکن نہیں ہوتا۔ ایک منظم حکومت عوام کی خوشحالی کے لیے منصوبہ بندی کرتی ہے اور وسائل کو منصفانہ انداز میں تقسیم کرتی ہے۔

.6 قوانین کی تشکیل اور نفاذ:

حکومت کا بنیادی کام معاشرتی قوانین کی تشکیل اور ان کا نفاذ ہے۔ ان قوانین کے بغیر معاشرہ انتشار اور افراتفری کا شکار ہو سکتا ہے۔ قانون سازی کے

ذریعے حکومت لوگوں کے حقوق و فرائض کو متعین کرتی ہے اور ان کی پاسداری کو یقینی بناتی ہے۔

7. فطری انسانی ضرورت:

انسان ایک اجتماعی مخلوق ہے اور اسے ایک منظم معاشرتی ڈھانچے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حکومت اس اجتماعی نظام کو فطرت کے مطابق چلاتی ہے تاکہ ہر فرد اپنی ضروریات اور حقوق کے مطابق زندگی گزار سکے۔ اس لیے حکومت کا وجود ایک فطری ضرورت ہے، جو انسانی فطرت اور معاشرتی زندگی کو بہتر اور مستحکم بناتا ہے۔

نتیجہ:

حکومت ایک منظم معاشرے کی فطری ضرورت ہے جو انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں جیسے امن، انصاف، معاشی ترقی، اور معاشرتی تحفظ کو یقینی بناتی ہے۔ حکومت کے بغیر کوئی بھی معاشرہ منظم اور مستحکم نہیں ہو سکتا، اس لیے انسانی تاریخ میں ہمیشہ حکومت کا وجود اور اس کی اہمیت برقرار رہی ہے۔

معاشرے میں حکومت کی ضرورت پر اسلام کا نظریہ

اسلام میں معاشرے میں حکومت کی ضرورت ایک اہم اور بنیادی مسئلہ ہے، جس پر قرآن اور معصومینؑ (اہل بیتؑ) کی تعلیمات نے گہری روشنی ڈالی ہے۔ حکومت کا قیام اور نظم ونسق برقرار رکھنا معاشرتی زندگی کے اہم اصولوں میں سے ہے، اور اسلام اس پر واضح نظریہ پیش کرتا ہے۔

1. قرآن میں حکومت کی ضرورت:

قرآن مجید میں حکومت اور قیادت کے قیام کی ضرورت اور اہمیت کو کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے تاکہ وہ اس دنیا میں عدل وانصاف قائم کرے۔

خلافت کا تصور:

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

"إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً "

(البقرة: 30)

" بے شک میں زمین میں ایک خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں۔"

یہ آیت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ انسان کو زمین پر اللہ کی نمائندگی کا فریضہ دیا گیا ہے، اور اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے حکومت اور قیادت کی ضرورت ہے۔ خلیفہ کا مطلب ہے کہ وہ زمین پر اللہ کے احکام نافذ کرے، عدل و انصاف قائم کرے اور انسانیت کو فلاح کی طرف لے جائے۔

عدل و انصاف کا قیام:

قرآن کی تعلیمات میں حکومت کا ایک اہم مقصد عدل و انصاف کا قیام ہے:

" إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُم أَن تُؤَدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَينَ النَّاسِ أَن تَحكُمُواْ بِالعَدلِ "

(النساء:58)

" بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔"

اس آیت میں حکومت کی یہ ذمہ داری واضح کی گئی ہے کہ وہ امانتداری اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرے۔

اطاعت اور نظم کی اہمیت:

قرآن میں معاشرتی نظم وضبط کے لیے اطاعت کا حکم دیا گیا ہے:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ "

(النساء: 59)

" اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں۔"

یہ آیت واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسلامی حکومت میں اللہ اور رسول کے بعد "اولی الامر "یعنی حکمرانوں کی اطاعت بھی ضروری ہے، بشرطیکہ وہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوں۔

2. معصومینؑ کا نظریہ:

اہل بیتؑ کی تعلیمات میں بھی حکومت کی ضرورت اور اس کے قیام کی اہمیت کو بہت زور دیا گیا ہے۔ معصومینؑ کے اقوال اور عملی زندگی میں حکومت کے اصول اور اس کے عدل پر مبنی ہونے کی وضاحت کی گئی ہے۔

حضرت علیؑ کا نظریہ حکومت:

حضرت علیؑ کے اقوال اور ان کی حکومت سے متعلقہ نظریات کو خاص طور پر اسلامی حکومت کا ایک مثالی نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کا نظریہ حکومت عدل، مساوات، اور انسانی حقوق کے تحفظ پر مبنی تھا۔

حکومت کا مقصد:

حضرت علیؑ نے حکومت کا مقصد واضح کرتے ہوئے فرمایا:

" اے لوگو! اللہ نے تمہارے لیے امام (حاکم) اس لیے مقرر کیا ہے تاکہ وہ عدل قائم کرے اور دین کو مضبوط کرے۔"

حضرت علیؑ کا خیال تھا کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرے اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کرے۔

امام حسینؑ کا موقف:

امام حسینؑ کی تحریک کربلا بھی اسلامی حکومت کے عادلانہ قیام کی ضرورت کو بیان کرتی ہے۔ انہوں نے یزید کی ظالمانہ حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تاکہ اسلامی اصولوں کے مطابق عدل و انصاف پر مبنی حکومت قائم کی جا سکے۔ ان کا یہ معروف قول حکومت کی فطرت اور ذمہ داری کی وضاحت کرتا ہے:

" میں نے خروج اس لیے کیا ہے کہ میں اپنے نانا کی امت میں اصلاح چاہتا ہوں، اور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قائم کرنے آیا ہوں۔"

امامت کا تصور:

شیعہ عقیدہ میں معصوم امام کی قیادت میں حکومت کو مثالی اسلامی حکومت سمجھا جاتا ہے۔ امام معصومؑ کو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ رہنما مانا جاتا ہے، جو نہ صرف دین کی رہنمائی کرتے ہیں بلکہ سیاسی اور سماجی زندگی کو بھی منظم کرتے ہیں۔

3. نتیجہ: حکومت کی فطری ضرورت:

قرآن اور معصومینؑ کی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حکومت ایک فطری ضرورت ہے اور اس کا مقصد عدل و انصاف کا قیام، دین کی سربلندی، اور انسانیت کی فلاح و بہبود ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے، ایک حکومت کا ہونا ضروری ہے جو اللہ کے احکام کے مطابق چلے اور عوام کی خدمت اور حقوق کی پاسداری کرے۔

اسلامی حکومت کا ماڈل عدل، مساوات، اور اجتماعی فلاح پر مبنی ہے، جہاں حکمرانوں کو عوام کی خدمت اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔

معصومینؑ کی غیبت کے زمانے میں حکومت کی ذمہ داری

امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے دوران حکومت اور رہنمائی کا مسئلہ اسلامی فقہ اور تاریخ میں اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن اور معصومین کے اقوال کی روشنی میں، اس موضوع پر مختلف نظریات موجود ہیں۔

قرآن مجید میں کوئی خاص حکم تو نہیں ہے کہ غیبت کے دوران حکومت کس کے سپرد ہونی چاہیے، مگر قرآن میں انصاف اور صحیح قیادت کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر، سورۃ النساء کی آیت 58 میں اللہ فرماتا ہے، "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے صاحبان امر کی اطاعت کرو۔" اس آیت کا مفہوم ہے کہ اسلامی حکمت عملی اور قیادت کے امور کو صاحبان امر، یعنی معصومین یا اہل علم، کے حوالے کرنا چاہیے۔

معصومین کے اقوال کی روشنی میں، امام علی علیہ السلام نے اپنی حکومت اور قیادت کے بارے میں فرمایا کہ "حکومت دراصل معاشرت کی اصلاح اور انصاف کی بنیاد ہے، اور یہ ذمہ داری اہل علم اور تقویٰ والے لوگوں کے سپرد ہونی چاہیے۔" (نہج البلاغہ، خطبہ 216) اسی طرح، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "جب ہمارا قائم (امام مہدی) غیبت میں ہوں تو اس وقت دینی امور کی رہنمائی اور قیادت اہل علم اور فقہا کے سپرد ہونی چاہیے، جو دین کی صحیح تفہیم اور عمل کو یقینی بناتے ہیں۔" (اصول کافی)

خلاصہ یہ ہے کہ امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے دوران، اسلامی فقہ اور معصومین کے اقوال کی روشنی میں، حکومت اور رہنمائی کے امور اہل علم اور فقہا کے سپرد کیے جانے چاہئیں۔ ان لوگوں کا کردار یہ ہونا چاہیے کہ وہ اسلامی اصولوں اور قوانین کی پاسداری کریں اور عوامی انصاف کو یقینی بنائیں۔

جب لوگ دین اور حکومت کی جدائی کی بات کرتے ہیں، تو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ دین اور حکومت کی جدائی کا نظریہ کس حد تک اسلامی اصولوں کے مطابق ہے۔ یہاں بیان کیے گئے قرآن کی آیات اور معصومین کی روایات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ اسلامی نظام میں قیادت اور حکومت ایسے افراد کے سپرد ہونی چاہیے جو دین کے اصولوں اور تقویٰ کے حامل ہوں۔

قرآن کی روشنی میں دلائل

قرآن مجید کی آیات، خاص طور پر سورۃ النساء کی آیت 58، میں یہ واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ قیادت اور حکومت کے امور کو ایسے لوگوں کے سپرد کرنا

چاہیے جو دین اور شریعت کے اہل ہوں۔ آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے صاحبان امر کی اطاعت کرو۔" اس آیت کے مطابق، قیادت کا حق ایسے افراد کو ہونا چاہیے جو دینی اصولوں کی پیروی کرتے ہوں اور جو معاشرت کے لیے بہترین رہنمائی فراہم کر سکیں۔

معصومین کی تعلیمات کی روشنی میں دلائل

امام علی علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایات بھی اس بات پر زور دیتی ہیں کہ حکومت اور قیادت دینی اصولوں اور تقویٰ پر مبنی ہونی چاہیے:

1. امام علی علیہ السلام:

امام علی علیہ السلام نے فرمایا کہ "حکومت دراصل معاشرت کی اصلاح اور انصاف کی بنیاد ہے، اور یہ ذمہ داری اہل علم اور تقویٰ والے لوگوں کے سپرد ہونی چاہیے۔" یہ بیان واضح کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کو عدل اور اصلاح کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے لیے ایسے افراد کی ضرورت ہے جو دین کے علم اور تقویٰ کے حامل ہوں۔

2. امام جعفر صادق علیہ السلام:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "جب ہمارا قائم (امام مہدی) غیبت میں ہوں تو دینی امور کی رہنمائی اور قیادت اہل علم اور فقہا کے سپرد ہونی چاہیے، جو دین کی صحیح تفہیم اور عمل کو یقینی بناتے ہیں۔" اس قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیبت کے دوران دینی رہنمائی اور قیادت کے امور ایسے لوگوں کے سپرد کیے جانے چاہئیں جو دین کی گہرائی کو سمجھتے ہوں۔

دین اور حکومت کی جدائی کی غلط فہمی

دین اور حکومت کی جدائی کی بات کرتے وقت یہ ضروری ہے کہ یہ واضح کیا جائے کہ اسلامی اصولوں کے مطابق، حکومت اور دین کو الگ کرنا دین کے اساسیات کے خلاف ہے۔ اسلامی نظام میں حکومت کی قیادت کے لیے دینداری، تقویٰ، اور فقیہ ہونا ضروری ہے تاکہ معاشرتی انصاف اور اسلامی اصولوں کی صحیح پیروی کی جاسکے۔

اگر کوئی دین اور حکومت کی جدائی کی بات کرتا ہے، تو اس کے لیے قرآن کی آیات اور معصومین کی روایات کے ذریعے یہ وضاحت کی جاسکتی ہے کہ اسلامی

نظام میں دین اور حکومت کی مکمل ہم آہنگی ضروری ہے۔ قیادت اور حکومت کے امور ایسے افراد کے سپرد کیے جانے چاہئیں جو دینی علم، تقویٰ، اور رہنمائی کی صلاحیتوں کے حامل ہوں تاکہ اسلامی اصولوں کی صحیح پیروی اور معاشرت کی اصلاح ممکن ہو سکے۔

فقیہ کی حکومت کی خصوصیات

فقیہ کی حکومت، خاص طور پر شیعہ اثنا عشریہ کے نظریے میں، اسلامی نظام حکومت کی ایک اہم شکل ہے۔ اس نظریے کی بنیاد اسلامی فقہ اور معصومین کی تعلیمات پر ہے۔ اس کے تحت، فقیہ، یعنی دین کا ماہر اور اسلامی قوانین کا جانکار، حکومت کی قیادت کے لیے موزوں سمجھا جاتا ہے۔ اس نظریے کو اسلامی جمہوریہ ایران کے نظام میں عملی شکل دی گئی ہے، اور اس میں کئی اہم اصول شامل ہیں، فقیہ کا معاشرتی، معاشی اور علمی میدان میں عدل اور حقوق کی ادائیگی میں اہم کردار ہوتا ہے، کیونکہ اسلامی نظام میں فقیہ کو عدل و

انصاف کو یقینی بنانے کی بنیادی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ یہاں مختلف شعبوں میں فقیہ کے کردار کو چند پوائنٹس میں واضح کیا گیا ہے:

1۔ فقیہ کی تعریف اور کردار

فقیہ وہ شخص ہوتا ہے جو اسلامی قوانین اور فقہ میں گہری مہارت رکھتا ہو اور جو شرعی اصولوں کی بنیاد پر اسلامی قوانین کی تعبیر اور تطبیق کر سکتا ہو۔ فقیہ کی حکومت کی بنیاد یہ ہے کہ ایسے افراد اسلامی اصولوں اور قوانین کی پیروی کرتے ہوئے عدل اور انصاف کو یقینی بنا سکتے ہیں۔

2۔ قرآنی اور روایتی دلائل

فقیہ کی حکومت کے نظریے کو قرآن اور معصومین کی تعلیمات سے تقویت ملتی ہے:

بالائی سطور میں دیکھئے۔

3۔ فقیہ کی حکومت کا تصور

فقیہ کی حکومت کا تصور یہ ہے کہ اسلامی نظام میں فقیہ کو اسلامی قوانین اور اصولوں کی بنیاد پر معاشرت کی قیادت فراہم کرنی چاہیے۔ دینی اعتبار سے

اسلامی معاشرے کا حاکم ہی وہ اللہ کا ولی ہوتا ہے جو معاشرے کی تمام قوتوں، تمام سرگرمیوں اور تمام فعالیتوں کا سرچشمہ اور مرکز ہدایت ہوتا ہے، ایک ایسا نقطہ، جس پر سماج کے چھوٹے بڑے دھارے آکر ملتے ہوں، ایک ایسا مرکز جس سے تمام احکام و فرامین جاری ہوتے ہوں، جو تمام قوانین کا اجراء و نفاذ کرتا ہو، سب کی نگاہیں اسی کی طرف لگی رہتی ہوں، سب اسی کی پیروی کرتے ہوں، زندگی کا انجن وہی اسٹارٹ کرتا ہو، کاروانِ حیات کا قافلہ سالار وہ ہو۔ ایسا معاشرہ اللہ کے ولی یا اللہ کی طرف سے منصوب حاکم کہلاتا ہے اور جو معاشرے ایسے ولی یا حاکم کا ساتھ دے وہی اسلامی معاشرہ کہلاتا ہے۔ اس میں فقیہ کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں:

- شرعی قوانین کی پیروی :

فقیہ کے تحت حکومت اسلامی قوانین اور شریعت کی پیروی کرتی ہے، اور اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ معاشرتی اور قانونی امور اسلامی اصولوں کے مطابق چلیں۔

-عدلیہ اور قانون سازی :

فقیہ عدالتوں کے فیصلوں اور قانون سازی میں رہنمائی فراہم کرتا ہے تاکہ یہ یقین دہانی ہو سکے کہ تمام فیصلے اسلامی اصولوں کے مطابق ہوں۔

- معاشرتی انصاف :

فقیہ کی حکومت معاشرتی انصاف کو فروغ دینے کی ذمہ دار ہوتی ہے، اور اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ تمام شہریوں کو اسلامی اصولوں کے تحت برابری اور انصاف ملے۔

4۔ عملی مثال

اسلامی جمہوریہ ایران میں، فقیہ کی حکومت کی عملی مثال دیکھنے کو ملتی ہے جہاں ولی فقیہ (Supreme Leader) کو حکومت کی قیادت کا اختیار حاصل ہے۔ ولی فقیہ اسلامی قوانین اور اصولوں کی بنیاد پر ملک کے سیاسی، اقتصادی، اور معاشرتی امور کی نگرانی کرتا ہے۔

5۔ سماجی انصاف اور حقوق کی فراہمی

فقیہ سماجی انصاف کو یقینی بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اسلامی معاشرت میں ہر شخص کے حقوق متعین ہیں، جن کی پاسداری ضروری ہے، چاہے وہ کسی بھی طبقے یا جنس سے تعلق رکھتا ہو۔ فقیہ سماجی معاملات میں اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ طبقاتی تقسیم، نسلی امتیاز، یا صنفی فرق کے بغیر سب کو برابر حقوق ملیں۔ مثال کے طور پر، پاکستان جیسے معاشروں میں جہاں بعض اوقات سماجی ناانصافیاں دیکھنے کو ملتی ہیں، فقیہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں ہر فرد کے بنیادی حقوق، جیسے تعلیم، صحت، اور اظہار رائے، کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔

6۔ معاشی نظام میں عدل

اسلامی معیشت میں فقیہ کا کردار اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ معاشی عدم مساوات اور سود جیسی غیر اسلامی چیزوں سے معاشرہ بچا رہے۔ فقیہ زکوٰۃ، خمس، اور دیگر اسلامی معاشی اصولوں کے تحت دولت کی تقسیم کو منصفانہ بناتا ہے تاکہ دولت کا ارتکاز چند لوگوں تک محدود نہ رہے۔ پاکستان جیسے ملک میں

جہاں غربت اور طبقاتی فرق ایک بڑا مسئلہ ہے، فقیہ کا کردار اہم ہو جاتا ہے۔ وہ عوام کی دولت کی صحیح تقسیم، تجارت کے اسلامی اصولوں پر عمل درآمد، اور سود سے پاک معیشت کے قیام میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

7۔ علمی و تعلیمی میدان میں عدل

فقیہ تعلیمی نظام کی اصلاح میں بھی کردار ادا کرتا ہے۔ وہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق علم کی ترویج ہو اور ہر طبقے کو تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔ فقیہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دینی اور دنیاوی علم میں توازن قائم کیا جائے تاکہ تعلیم یافتہ افراد نہ صرف دین کے فہم میں آگے ہوں بلکہ دنیاوی علوم میں بھی مہارت حاصل کریں۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں تعلیمی نظام میں فرق نمایاں ہے، فقیہ ایک منصفانہ اور شفاف تعلیمی نظام کی تشکیل میں رہنمائی فراہم کرتا ہے تاکہ ہر طبقے کو برابر مواقع میسر ہوں۔

8۔ قانونی معاملات میں عدل و حقوق کی پاسداری

فقیہ اسلامی قانونی نظام کے مطابق انصاف کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔ اسلامی قوانین کی روشنی میں جرم و سزا کا تعین کرتا ہے تاکہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہ

ہو۔ وہ حدود و قصاص جیسے اسلامی قوانین کی پیروی کرتے ہوئے عدل و انصاف فراہم کرتا ہے۔ پاکستان میں جہاں عدالتی نظام میں پیچیدگیاں اور تاخیر عام ہیں، فقیہ اسلامی قوانین کے تحت فوری اور سستے انصاف کی فراہمی کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

9۔ معاشرتی اصلاحات اور امن و استحکام

فقیہ کا ایک اہم کردار یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ معاشرتی اصلاحات کے ذریعے امن و استحکام کو فروغ دے۔ وہ اسلامی اخلاقی اصولوں کی روشنی میں معاشرتی مسائل جیسے کرپشن، بدعنوانی، اور ناانصافیوں کا حل پیش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، وہ اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ معاشرت میں خواتین، بچوں، اور اقلیتوں کے حقوق کا احترام کیا جائے۔ پاکستان جیسے معاشروں میں جہاں بعض اوقات اقلیتی حقوق کو نظر انداز کیا جاتا ہے، فقیہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کو یقینی بناتا ہے۔

10۔ فیملی اور عائلی حقوق

فقیہ کا کردار خاندان اور عائلی حقوق کے معاملات میں بھی نہایت اہم ہے۔ وہ اسلامی شریعت کی روشنی میں خاندان کے حقوق، جیسے نکاح، طلاق، وراثت، اور بچوں کی تربیت کے اصولوں کی پابندی کو یقینی بناتا ہے۔ پاکستان جیسے معاشروں میں جہاں عائلی مسائل، طلاق اور وراثت میں تنازعات پیدا ہوتے ہیں، فقیہ اسلامی قوانین کی بنیاد پر ان مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور فریقین کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے۔

11۔ اخلاقی اصولوں کی ترویج

فقیہ معاشرت میں اخلاقی اصولوں کی ترویج کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اسلامی معاشرتی اصولوں، جیسے صداقت، امانت داری، اور دیانت داری پر عمل ہو۔ معاشرتی مسائل جیسے جھوٹ، دھوکہ دہی، اور رشوت کے خلاف اسلامی اصولوں کی روشنی میں فقیہ لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے تاکہ ایک بہتر اور منصفانہ معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔

خلاصہ:

فقیہ کی حکومت کے نظریے میں، اسلامی حکومت کی قیادت ایسے افراد کے سپرد کی جاتی ہے جو اسلامی فقہ میں مہارت رکھتے ہیں اور جو دینی اصولوں کی پیروی کر سکتے ہیں۔ اس نظریے کی بنیاد قرآن اور معصومین کی تعلیمات پر ہے، اور یہ یقین دہانی کراتی ہے کہ اسلامی اصولوں کے مطابق عدل، انصاف، اور قانون کی پیروی کی جائے۔ فقیہ کا کردار عدل اور حقوق کی ادائیگی کے ہر شعبے میں بنیادی اور ضروری ہے۔ وہ اسلامی قوانین اور شریعت کی روشنی میں معاشرتی، معاشی، علمی اور قانونی امور کو منظم کرتا ہے، تاکہ ایک منصفانہ اور اسلامی اصولوں کے مطابق معاشرہ قائم کیا جا سکے۔

تمت بالخیر

کتاب **"معاشرہ حکومت اور اسلام"** سید جہانزیب عابدی کی تصنیف ہے، جو معاشرتی نظام اور اسلامی نظریہ حکومت پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس کتاب میں فطری قوانین اور اصولوں کو بیان کیا گیا ہے جو انسانی معاشرتی تنظیمات اور رویوں کو منظم کرتے ہیں۔ کتاب میں حکومت کے قیام کی فطری ضرورت، اس کے مختلف پہلوؤں جیسے عدل و انصاف، معاشرتی تحفظ، معاشی ترقی اور قوانین کی تشکیل پر گفتگو کی گئی ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے، حکومت کی اہمیت کو قرآن اور معصومینؑ کی تعلیمات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے، جس میں خلافت کا تصور، عدل و انصاف کا قیام، اور اہل بیتؑ کی تعلیمات پر خاص زور دیا گیا ہے۔ یہ کتاب اسلامی حکومت کے اصولوں کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے ایک جامع رہنمائی فراہم کرتی ہے۔